اَسلاف کے علمی اسفار کی داستانِ دلنواز

مولانا ضیاء الدین قاسمی ندوی

[علوم وفنون کا بیش بہا خزانہ ہم تک یونہی نہیں پہنچا، ان کو جمع کرنے میں ہمارے اسلاف نے بے پناہ صبر، استقامت، جانکاہی اور دلسوزی کا ثبوت دیا ہے۔ راہ طلب کی صعوبتوں، مشقتوں کو جھیلا اور طلبِ علم میں خاندان ووطن کو ترک کیا، برسوں دردر کی خاک چھانتے رہے اور سرمایہ علم وفن جمع کرتے رہے۔ آج کے طلبہ عزیز اور عام وخاص مسلمانوں کے لئے ان نفوس قدسیہ کی داستانِ دلنواز باعث فخر وناز اور عزم وحوصلہ کو جواں کرنے کا سبب ہوگی۔]

حافظ حدیث ابوعبداللہ محمد بن مندہؒ کے علمی اسفار

حافظِ حدیث ابوعبداللہ محمد بن مندہؒ محدثین کبار اور ثقہ رواۃ میں سے ہیں۔ تفسیر وحدیث، فقہ وتاریخ اور علوم اسماء الرجال کے ماہرین میں شمار کیے جاتے ہیں، ان کی جلالتِ شان اور رفعت مکان کا اعتراف علومِ تفسیر وحدیث کے شیوخ وحفاظ نے کیا ہے، علمی طبقہ میں حافظ ابن مندہ کے نام سے مشہور ومعروف ہیں اور دنیا کی سیاحت، علوم وفنون کی تحصیل میں مسلسل سرگرداں رہنے کی وجہ سے ''جوالۃ الارض'' کہلاتے ہیں۔ کثرت تصانیف وتالیفات میں اپنا امتیازی مقام رکھتے ہیں اور احادیث کی کتابت کر کے محفوظ رکھنے میں نمایاں حیثیت کے حامل ہیں ہزاروں صفحات خود اپنے ہاتھ سے لکھے، جن شیوخ کی خدمت میں سماعت حدیث کے لیے حاضر ہوتے ان کی مرویات کو قلم بند کر لیتے تھے، خود ان کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے شیوخ کی روایات کو سن کر پانچ ہزار صن تحریر کیے (صن، صاد کے زیر اور زبر کے ساتھ ایک صن کاغذ کے دس بڑے اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے) جب اپنے طویل تر علمی اسفار سے واپس آئے تو ان کے ساتھ کتابوں کے چالیس بنڈل تھے، حافظ ابن مندہ کا کہنا ہے کہ میں نے مشرق ومغرب کا دو مرتبہ چکر لگایا۔

حافظ ابن مندہؒ نے اپنے وقت کے شہرہ آفاق ائمہ کبار اور محدثین ومجتہدین سے شرف ملاقات حاصل کیا اور ان کے بحار علوم وفنون سے جرعہ کشی کی، طلب کی راہ میں نکلے تو ہر قسم کی تکالیف کا صبر واستقامت کے ساتھ سامنا

کیا، بھوک و پیاس اور صعوبت و مشقت برداشت کی، مگر تحصیل علم کا ایک سودا سر میں سمایا تھا، نہ رات کو رات جانا نہ دن کو دن، بس جنون علم تھا، جو بادیہ پیمائی پر برانگیختہ کرتا تھا، جس علاقہ یا ملک میں کسی شیخ کا چشمہ فیض جاری ہوتا، وہاں سیراب ہونے کے لیے پہنچ جاتے تھے، محققین نے ان کے اساتذہ وشیوخ کی تعداد ایک ہزار سات سو سے متجاوز بتائی ہے۔

غور کیجیے یہ اس زمانہ کی بات ہے، جب آمد و رفت کے وسائل محدود تھے، جنگل و بیاباں کی بھرمار تھی، ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر جان جوکھم میں ڈالنا تھا، پھر آج کی طرح مدارس جامعات کا جال بھی نہیں بچھا تھا، محدثین وعلماء کرام عام طور پر اپنے شہروں اور قصبات کی مساجد یا اپنی قیام گاہ میں درس دیتے تھے، قیام وطعام کا کوئی بندوبست نہیں ہوتا تھا، مگر طالبین وشائقین کا ہجوم پروانہ وار علوم وفنون کی ان شمعوں پر ٹوٹتا تھا، سیکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں طلبہ حاضرِ درس ہوتے تھے، انہیں میں ابن مندہ جیسے غریب الوطن طلبہ بھی شامل ہوتے تھے، جو اپنے قیام وطعام کا انتظام خود کرتے تھے۔

ذرا حافظ ابن مندہؒ کی جانفشانی کا تصور کیجیے، درس کے ان حلقوں میں پہنچنا، درس سننا، یاد کرنا اور لکھنا پھر ان سب کو لے کر دوسرے لمبے سفر پر روانہ ہوجانا، دوسرے شیخ کے حلقہ درس میں شریک ہونا اور وہاں پر بھی انہیں معمولات کا اعادہ کرنا، قیام وطعام کا نظم کرنا، کتنے سخت مراحل طے کرتے تھے، تحصیل علوم کی اس لگن کی مثال ہمارے اسلاف کے سوا کون پیش کرسکتا، ابن مندہ کے شیوخ واساتذہ کی کثیر تعداد ان کے عزم وحوصلہ اور شوق طلب کی گواہی دیتی ہے کہ وہ آسمانِ علم وفن کے درخشاں ستاروں اور بحرِ تفسیر وحدیث کے شناوروں کی قدر وقعت پہچانتے تھے، ان کے جواہر پاروں سے اپنے دامن مراد کو بھر لینا چاہتے تھے، ورنہ علوم اسلامیہ کا گرانقدر ذخیرہ ہم تک نہ پہنچ پاتا۔

حافظ ابن مندہؒ نے اپنا علمی سفر بیس سال کی عمر میں ۳۲۰ھ میں کیا تھا، نیشاپور پہلی منزل تھی، کئی سال تک علمائے نیشاپور کے حلقاتِ درس میں شرکت کرتے رہے، جب ہر ممکن طور علمی تشنگی بجھائی تو ۳۶۱ھ میں بخارا روانہ ہوئے، وہ علماء ومحدثین کا مرکز تھا، وہاں خوب خوب سیراب ہوئے، اس کے بعد دوسرے شہروں کا سفر شروع کیا۔ در در کی خاک چھانتے ہوئے ۳۷۵ھ میں گھر واپس ہوئے۔ ۶۵ سال کا سن تھا، جب گئے تھے تو جوان رعنا تھے۔ واپس آئے تو بوڑھے تھے، پینتالیس سال کا عرصہ کم نہیں ہوتا جو غریب الوطنی میں بسر ہوا، تقریباً نصف صدی تک کمال علم پیدا کرتے رہے، تبھی تو یگانہ روزگار بنے۔

طلب کی راہ میں گر بیخودی نہیں ہوتی
قسم خدا کی، خدا آگہی نہیں ہوتی

ان کے صاحبزادے شیخ ابوزکریا بن حافظ ابن مندہ کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا عبداللہ کے ساتھ نیشاپور جا رہا تھا، جب بیرمجہ نامی ایک جگہ پر پہنچے تو چچا نے کہا: میں اپنے والد کے ہمراہ خراسان سے لوٹ رہا تھا، جب اس مقام پر پہنچے، تو ہم نے اچانک چالیس بڑے بڑے گٹھر رکھے دیکھے، گمان ہوا کہ کپڑوں کے پارسل ہیں پھر جب قریب پہنچے تو خیمہ میں ایک شیخ کو دیکھا، جانتے ہو وہ کون تھے؟ وہ تمہارے والد حافظ ابن مندہ تھے، قافلہ والوں میں سے کسی نے گٹھروں کے بارے میں استفسار کیا تو فرمایا ان میں وہ متاعِ خاص ہے، جس سے اس زمانہ کے لوگوں کو بہت کم رغبت ہے، یہ احادیثِ رسول کے مجموعے ہیں، شیخ ابوزکریا کہتے ہیں کہ اس کے بعد چچا جان شیخ عبداللہ نے کہا جب میں واپس خراسان سے وطن آ رہا تھا تو میرے پاس بھی بیس بڑے گٹھر تھے تمہارے والد کی پیروی میں، میں نے بھی بیرمجہ میں قیام کیا تھا۔(بحوالہ تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۳)

امام ابن نجار بغدادیؒ کے علمی اسفار

(ولادت ۵۷۸ھ، وفات ۶۴۳ھ)

علوم نبویہ کی تحصیل اور فنِ حدیث کی تکمیل میں غریب الوطنی اختیار کرنے اور کثرت اسفار کی مثال قائم کرنے والوں میں محدث زمانہ، مورخ اسلام، رئیس القراء، حافظ حدیث نجب الدین ابوعبداللہ محمد بن محمود ابن نجار بغدادی رحمہ اللہ علیہ سرفہرست ہیں، محدثین کے حلقوں اور قراء کے زمرہ میں ابن نجار بغدادی کا پایہ بہت بلند ہے، علمائے کرام میں امام ابن نجار بغدادیؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ ستائیس سال تک راہِ طلب میں سرگرداں رہے اور طواف الارض کہلائے، عمرِ عزیز کا دسواں سال تھا کہ حدیث نبوی کی سماعت شروع کی، پندرہ سال کی عمر میں شاہراہ علم کے راہ رو بن چکے تھے، ائمہ احادیث اور فقہائے عصر کے علمی مراکز ان کے پڑاؤ تھے، ان کی علمی سیاحت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اپنے عہد و زمانہ کے ماہرین علم وفن اور ائمہ حدیث وفقہ سے کسبِ فیض کی دھن، ہمہ دم ان کو متحرک وسرگرمِ سفر رکھتی تھی، سماعتِ حدیث کے ساتھ ساتھ کتابت کا بھی معمول تھا، اپنے وقت کے تمام مروجہ علوم وفنون میں رسوخ رکھتے تھے۔

امام یحییٰ بن بوش، محدث عبدالمنعم بن کلیب اور علامہ ابن الجوزی جیسے یکتائے زمانہ، ائمہ ومحدثین کے منہل علم سے جی بھر کر سیراب ہوئے اور مختلف شہروں کے علماء وشیوخ سے ملاقات کر کے ان سے کسب علم کرتے تھے، اصفہان کا سفر کیا، تو شیخ عین الشمس ثقیفہ سے استفادہ کیا، وہاں سے رخت سفر باندھا، تو نیشاپور پہنچے اور شیخ الاسلام موبد کی خدمت میں رہ کر تحصیل حدیث کرتے رہے، جب وہاں سے روانہ ہوئے، تو ہرات منزل تھی، جہاں

امام ابوروح کا دریائے علم وفن رواں تھا، اس سے اپنی تشنگی بجھائی، پھر علماء وفقہائے مصروشام کی بارگاہ علم میں حاضر ہوئے اور برسوں فیض اٹھاتے رہے، اسی کے ساتھ تفسیر وحدیث اور فقہ وتاریخ کا علمی ذخیرہ جمع کرتے رہے، کتابت کا معمول تھا ہی، فن قراءت میں بھی درجہ کمال کو پہنچے، بلادِ اسلامیہ کا کوئی معروف شہر نہیں بچا، جہاں کہ امام ابن نجار کے قدم نہ پڑے ہوں اور وہاں کے علماء وقراء اور فقہاء سے فیض نہ اٹھایا ہو۔

ان کے نابغہ روزگار شاگرد رشید ابن السباعی کا کہنا ہے کہ میرے شیخ امام ابن نجار بغدادیؒ کے شیوخ واساتذہ کی تعداد تین ہزار ہے اور یہ سب پورے بلادِ اسلامیہ میں لولوء ومرجان کے مثل بکھرے ضوفشانی کر رہے تھے، جس کی زندگی کے ستائیس قیمتی ماہ وسال راہِ طلب میں گذرے ہوں وہ اپنے سرمایہ علم کو محفوظ رکھنے کی کتنی فکر کرے گا، ہم خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ امام ابن نجار بغدادی نے بھی اپنے پیش روائمہ کی طرح تحصیل علم میں ہر قسم کے شدائد ومصائب اور مشکلات کا خندہ پیشانی سے سامنا کیا، کوہ بیاباں کی خاک چھانی، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار، سماعت حدیث کے لیے جان کا ہی ان کا شیوہ تھا، پھر ان کو ضبط تحریر میں لانا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی ودینی میراث ان کی امت تک پہنچا سکیں، امام ابن نجار بغدادی تصنیف وتالیف میں مصروف رہے، وہ کثیر التصانیف عالم وفاضل امام ہیں، ان کی تالیفات: تفسیر وحدیث تاریخ وفقہ اور سیر وانساب ہر موضوع پر ہیں، ان میں سے چند مشہور معروف تصنیفات یہ ہیں: (۱) کتاب کنز الامام فی السنن والاحکام (۲) النساب المحدثین الی الاباء والبلدان (۳) کتاب العوامی (۴) الکمال فی الرجال (۵) مناقب الامام الشافعی وغیرہ (تفصیل کے لیے دیکھیے: تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج۴، وفیات الاعیان لابن خلقان، صفحات من صبر العلماء لابی عبدالفتاح ابی غدہؒ)

شیخ ابوالحسن القطان قزوینیؒ کے علمی اسفار

(ولادت ۳۱۰ھ، وفات ۳۹۵ھ)

محدثین کرام کی فرخ انجام صفت میں ہمہ گیر شہرت وعزت کے حامل شیخ ابوالحسن القطان قزوینی کا نام بھی شامل ہے، آپ افریقہ کے مشہور شہر قزوین میں پیدا ہوئے اور اپنے صلاح وتقویٰ، دیانت وامانت، نحو وصرف اور لغت کے علاوہ علوم تفسیر وحدیث میں ملکہ ومہارت کے سبب محدثِ قطان نے سنن ابن ماجہ کی سماعت براہ راست امام ابن ماجہؒ سے کی ہے اور بلا واسطہ ان سے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت بھی کی ہے، جب کہ خود امام قطان سے روایت کرنے والے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے، انہیں تلامذہ میں ایک روشن نام امام ابوالحسن الفارسی القزوینی کا ہے۔

امام قزوینی بھی وادی علم کے سیاح ہیں، ان کی زندگی کے قیمتی لمحات محدثین عصر اور ائمہ زمانہ کی جوتیاں سیدھی کرنے اور ان کے بحار علوم وفنون سے جرعہ کشی کرنے میں گذرے، قزوین، بغداد، کوفہ، صنعاء یمن، رَے، ہمدان، حلوان اور مکہ مکرمہ کے طویل تر پر مشقت علمی اسفار کیے، شہر بہ شہر، کوچہ در کوچہ گھومتے رہے، محدث جلیل امام ابو حاتم الرازیؒ سے سماعت کی اور تین سال ان کی تربیت میں رہے، اللہ تعالیٰ نے کمال کی قوت حفظ عطا فرمائی تھی، ان کے محبوب شاگرد شیخ ابو الحسن احمد الفارسی فرماتے ہیں کہ:

میں نے خود اپنے شیخ کو فرماتے ہوئے سنا ہے، جب کہ وہ بہت بوڑھے اور کمزور ہو چکے تھے کہ: انہوں نے اپنے علمی اسفار کے زمانہ میں ایک لاکھ حدیثیں یاد کر لی تھیں، پھر فرمایا کہ اب حافظہ اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ ایک حدیث یاد کرنا مشکل ہے، فرمایا کہ آج میری بینائی زائل ہو گئی ہے، شاید یہ میری ماں کی کثرت گریہ کی سزا ہے، میں اپنے علمی اسفار کے باعث والدہ کی خدمت میں زیادہ وقت نہیں دے پا رہا تھا، جب کہ والدہ کی خواہش رہتی تھی کہ میں ان کے پاس رہا کروں، مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ان کی خدمت کا حق ادا نہ کر سکا، یہ کوتاہی علومِ حدیث کی طلب کے شوق وجنون کے باعث ہوئی (الامالی)

محدث قطان قزوینیؒ صلاح وتقویٰ کے پیکر تھے، وہ مسلسل تیس سال تک روزہ رکھتے رہے، صرف نمک روٹی سے افطار کرتے تھے، زہد اور قناعت کے نمونہ تھے، صبر واستقامت کے ساتھ ہر قسم کی تکالیف کا پامردی سے مقابلہ کرتے تھے اور اپنے شوق کی تکمیل کرتے تھے (بحوالہ تذکرۃ الحفاظ، ج:۳، الامالی)

آج جب کہ ہر طرف مدارس اسلامیہ کا جال بچھا ہوا ہے، کتب درا سیہ کے علاوہ ہر فن کی کتابیں میسر ہیں، قیام وطعام کا مفت نظم ہے، کون مرد مجاہد ہے جو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حفظ کرنے کا شوق رکھتا ہے، کہنے کو تو شیخ الحدیث وشیخ الجامعہ کے منصب پر فائز ہزاروں علماء کرام پائے جاتے ہیں، مگر شاید وباید ہی کسی کو ایک ہزار حدیثیں یاد ہوں گی، پھر اس پر راویوں کے حالات کی پوری تفصیل بھی ازبر ہو!

وہ نوادرات زمانہ گذر گئے جن کے وجود سے امتِ مسلمہ باعزت وباوقار تھی، وہ یکتائے روزگار اسلاف اب صفحاتِ تاریخ کی زینت ہیں، ہم کو یہ بھی توفیق نہیں ہوتی کہ ان کی سوانح حیات سے ہی دل کو گرمائیں......

قد خلت تلك السنون واهلها
فكانها وكانهم احلام

''وہ ماہ وسال اور اس کے باکمال لوگ گذر گئے، اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ عہد زریں اور اسلاف ایک خواب تھے''